﷽

محترمی و مکرمی مفتی صاحب دام ظلکم و اقبالکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ:

۱۔ قمیص کی آستین اور دامن لمبائی میں کتنا ہونا چاہیئے ؟
۲۔ مردوں کو کس کس رنگ کا لباس ممنوع ہے ؟
۳۔ عمامے کا شملہ کہاں تک لٹکا سکتے ہیں ؟
۴۔ سر کے بال رکھنے اور کٹوانے کی جائز اور ناجائز صورتیں کون سی ہیں ؟
۵۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنا سنت ہے یا واجب ؟ ایک مٹھی سے زائد کاٹنا بہتر ہے یا رکھنا بہتر ہے ؟
۶۔ مونچھیں کس حد تک رکھنا درست ہے ؟ رکھنا بہتر ہے یا کاٹنا یا مونڈنا ؟

بینوا توجروا

بندہ محمد عاطف عفی عنہ
۱۰ ذی القعدہ ۱۴۳۸ ھ / ۳ اگست ۲۰۱۷ م

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱) قمیص کی آستین گٹے تک ہونی چاہیے، گٹے کا کھلا ہونا بہتر ہے اور ہاتھ کی انگلیوں سے آستین کا بڑھا ہونا خلاف سنت ہے۔ (امدادا الاحکام: ٤ ؍ ٣٢٤)

قمیص کا دامن آدھی پنڈلی تک ہونا مسنون ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ١٩ ؍ ٢٦٣)

(۲) عصفر اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ ان دو کے علاوہ اگر زرد رنگ کا ہو تو بلا کراہت جائز ہے، اور اگر خالص سرخ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر خالص سرخ نہ ہو بلکہ دوسرا رنگ بھی اسمیں ملا ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ (امداد الاحکام: ٤ ؍ ٣٥٩ ، ٣٦٠، امداد المفتین: ص ٨١١ ملخصا)



(۳) بہتر یہ ہے کہ عمامہ کا شملہ آدھی کمر تک لٹکایا جائے اور بیٹھنے کی جگہ سے نیچے لٹکانا جائز نہیں۔ مگر چونکہ آدھی کمر سے نیچے لٹکانا ایک قول کی رو سے بدعت ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے۔

(۴) پورے سر پر بال رکھنا کان کی لو تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے ۔ اور سر منڈوانا اور بال کٹوانا بھی جائز ہے، مگر سارے سر کے بال برابر کٹوانا اور منڈوانا ضروری ہے۔ بڑے چھوٹے کرانا جائز نہیں۔ (بہشتی زیور: ص 829 ملخصا، اصلاح الرسوم: ص ۲٤، ۲۵، امدادالفتاوی : ۴ / ۲۳۰، ۲۳۱، احسن الفتاوی : ۸ / ۷۹ تا ۸۶)

بالوں کی وضع میں کفار اور فساق کی مشابہت جائز نہیں، اسی طرح مردوں کو عورتوں کی طرح اور عورتوں کو مردوں کی طرح کے بال رکھنا جائز نہیں۔

(۵) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کرنا حرام ہے۔ (امداد الفتاوی : ٤ /۲۲۳، فتاوی محمودیہ : ۱۹ / ٤۰٤)

اس سے زائد کاٹنا مباح ہے۔ (امداد المفتین : ص ۸۲۲، جواہر الفقہ: ۲ / ٤۳٦ ، ٤۳۷) اور اتنی زیادہ بڑھا لینا جس سے صورت بگڑے ناجائز ہے۔ ایک مٹھی ڈاڑھی کو سنت کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اسکا واجب ہونا سنت سے ثابت ہے۔

(٦) مونچھوں کا جو حصہ ہونٹ پر لگے اسے کاٹنا واجب ہے۔ (امداد المفتین: ص ۸۲۲)

متقدمین ائمہ حنفیہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مونچھیں استرے سے بالکلیہ مونڈھ دے اور متاخرین کے نزدیک افضل یہ ہے مونچھیں قینچی سے کاٹ کر ہونٹ کے کنارے سے اوپر رکھے۔ چونکہ بعض ائمہ مونچھیں مونڈنے کو بدعت قرار دیتے ہیں، لہذا متاخرین کے قول پر عمل میں احتیاط زیادہ ہے۔

(1)

اختلفت الروايات في كم النبي ﷺ،ففی بعضها الی الرسغ و فی بعضها الی اطراف الاصابع۔ فوفق اهل العلم بينهما فقال علی القارئ :ويجمع بين هذا وبين حديث الكتاب، إما بالحمل على تعدد القميص، أو بحمل رواية الكتاب على رواية التخمين، أو بحمل الرسغ على بيان الأفضل، وحمل الرءوس على نهاية الجواز۔ قال الجزري: فيه(ای فی الحديث : كان كم قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الرصغ) دليل على أن السنة أن لا يتجاوز كم القميص الرسغ، وأما غير القميص فقالوا: السنة فيه أن لا يتجاوز رءوس الأصابع ، جبة وغيرها۔. (المرقاة للقارئ:7/2772 ،دار الفكر،بيروت،ط:1422ھ)

أما القـدر المسـتحب فيما يـنزل إليه طـرف القميص والإزار فنصف السـاقين۔ (المنهاج للنووی:14/62 داراحیاء التراث العربی،1392ھ)

(2)

فی الهنديہ:5/332،ماجديہ،کويٹہ

يکرہ للرجل ان يلبس الثوب المصبوغ بالعصـفر والزعفـران والـورس۔ کـذا فی فتاوی قاضيخان۔

وفصـــلہ الشـــيخ العثمـــانی فی اعلاءالســـنن:17/351-362ادارہ القـــرآن ،کراتشی،ط:1427ھ

بـاب کـراھہ لبس الثـوب المعصـفر للرجـال دون النسـاءوباب النهی عن الثـوب المزعفر للرجال۔

(3)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قـال النـبی صـلی اللہ عليہ وسـلم:الاسـبال فی الازارو القميص والعمامہ۔۔ من جر شيئا منها خيلاء لاينظر اللہ اليہ يوم القيـامہ۔۔(سـنن النسـائی:5334/ابوغـدہ،سـنن ابی داود:4094/محـيی الـدين،سـنن ابن مـاجہ: 3576/فؤاد)

قال الرباعی الصنعانی:روہ ابوداود والنسائی و ابن ماجہ باسناد فيہ مقال، لانہ من روايہ عبد العزيز بن ابی رواد تکلم فيہ غـير واحد ،والجمهـور علی تـوثيقہ۔۔ وقد حسن اسناد الحديث النووی فی شرح المسـلم۔(فتح الغفـار:رقم الحـديث(804) دار عالم الفوائد،ط:1427ھ)

وصححہ الالبانی فی تعليقات الکتب الثلاثہ۔۔

فی حاشيہ السـندی علی النسـائی:8/208مکتب المطبوعـات الاسـلاميہ ،حلب، 1426ھ

أي الإسـبال يتحقق في جميع هــذه الأشــياء۔ والعمامة الإســبال فيها بإرســال العذبات زيادة على العادة عـددا وطـولا۔ وغايتها إلى نصف الظهر والزيـادة عليه بدعة كذا ذكروا۔

وفی سبل الهدی والرشاد:۷۔۲۸۰،دار الکتب العلميہ،بيروت ۱۴۱۴ھ

التنبيه الخامس: اختلف في قدر العذبة على أنواع:

الأول: قدر أربع أصابع أو نحوها، وهو أكثر ما ورد في ذلك وأمثل إسنادا.

الثاني: إلى موضع الجلوس۔

الثالث: إلى الكعبين.

وفی تحفہ الاحوذی:۵۔۳۳۸،دارالکتب العلميہ،بيروت

قد أخرج الطبراني في الأوسط عن بن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم عمم عبد الرحمن بن عوف فأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحوها ثم قال هكذا فاعتم فإنه أعرب وأحسن۔

قال السيوطي وإسناده حسن وأخرج بن أبي شيبة أن عبد الله بن الزبير كان يعتم بعمامة سوداء قد أرخاها من خلفه نحوا من ذراع۔

وروى سعد بن سعيد عن رشدين قال رأيت عبد الله بن الزبير يعتم بعمامة سوداء ويرخيها شبرا أو أقل من شبر۔

قال في السبل من آداب العمامة تقصير العذبة فلا تطول طولا فاحشا۔

وفی الهندیۃ:۵/۳۳۰،ماجدیۃ ،کویتۃ،۱۴۰۶ھ

ندب لبس السواد و ارسال ذنب العمامۃ بین الکتفین الی وسط الظهر کذا فی الکنز۔ واختلفوا فی مقدار ماینبغی من ذنب العمامۃ،منهم من قدر بشبر،ومنهم من قال الی وسط الظهر ،ومنهم من قال الی موضع الجلوس کذا فی الذخیرۃ۔

ومثلہ فی المحیط البرهانی:۵/۳۴۰،العلمیۃ،بیروت،ط:۱۴۲۴ھ

ومثلہ فی تبیین الحقائق :۶/۲۲۹،الکبری ،القاهرۃ،ط:۱۳۱۳ھ

(4)

وفی زاد المعاد :1/167،الرسالۃ ،بیروت،1415ھ

كان هديه صلى اللہ علیہ وسلم في حلق الرأس تركه كله أو أخذه كله، ولم يكن يحلق بعضه ويدع بعضه، ولم يحفظ عنه حلقه إلا في نسك.

اختلفت الروایات فی طول شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم ففی روایۃ الی شحمۃ اذنیہ ،وفي رواية كان شعره بين أذنيه وعاتقه، وفي أخرى إلى أنصاف أذنيه، وفي أخرى إلى أذنيه، وفي أخرى يضرب منكبيه، وفي أخرى إلى كتفيه، وجمع القاضي عياض بأن ذلك لاختلاف الأوقات فكان إذا ترك تقصيرها بلغت المنكب وإذا قصرها كانت إلى الأذن أو شحمتها أو نصفها فكانت تطول وتقصر بحسب ذلك. ملخصا (جمع الوسائل للقارئ:1/18،الشرفیۃ ،مصر)

وفی بذل المجهود:2/254،دارالکتب العلمیۃ،بیروت

وبهذا الحدیث (عن علی رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم یغسلها فعل بها کذا کذا من النارۃ قال علی رضی اللہ عنہ:فمن ثم عادیت راسی ثلاثاۃ وکان یجزشعرہ ۃ سنن ابی داود : 249/محیی الدین)استدل الطیبی علی سنیۃ حلق الراس لتقریرہ صلی اللہ علیہ وسلم ولانہ من الخلفاء الراشدین الذین امرنا بمتابعۃ سنتهم،ورد علیہ القارئ وابن حجر فقالا ان فعلہ اذاکان مخالفا لسنتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبقیۃ الخلفاء یکون رخصۃ لا سنۃ۔

وفی المرقاۃ :7/2818

فیہ (ای فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم احلقوا کلہ او اترکوا کلہ) إشارة إلى أن الحلق في غير الحج والعمرة جائز، وأن الرجل مخير بين الحلق وتركه، لكن الأفضل أن لا يحلق إلا في أحد النسكين كما كان عليه - صلى الله عليه وسلم - مع أصحابه - رضي الله عنهم - وانفرد منهم علي - كرم الله وجهه۔

فاطلاق السنۃ علی الحلق لیس بمعنی معتاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ۔ انما اطلقوا علیہ السنۃ لکونہ اعون علی الطہارۃ کما فعلہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالی۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن القزع» قال: قلت لنافع وما القزع قال: «يحلق بعض رأس الصبي ويترك بعض» متفق علیہ واللفظ لمسلم(2120)فؤاد۔ صحیح البخاری(5921)فؤاد

وفی فتح الباری:10/365 دارالمعرفۃ ،بیروت،ط:1379ھ

قال النووی:الاصح ان القزع ما فسر بہ نافع ،وهو حلق بعض راس الصبی مطلقا۔ ومنهم من قال هو حلق مواضع متفرقۃ منہ ۔ والصحیح هوالاول،لانہ تفسیر الراوی وهو غیر مخالف للظاهر فوجب العمل بہ۔۔ قلت :الا ان تخصیص الصبی لیس قیدا۔

وفی عمدۃ القاری:22/58 دار احیاء التراث،بیروت

قال العینی :فان قلت ما الحکمۃ فی النهی عن القزع؟قلت تشویہ الخلقۃ وقیل زی الیهود وقیل زی اهل الشروالدعارۃ۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى صبيا قد حلق بعض شعره وترك بعضه فنهى عن ذلك وقال: احلقوا كله، أو اتركوا كله ۔ مسند احمد(5615)صححہ ارنؤوط ۔الرسالۃ 1421ھ

وفی الشامیۃ:6/407 دارالفکر،بیروت ،ط:1412ھ

ان السنۃ فی شعرالراس اما الفرق او الحلق ۔ وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی العلماء الثلاثۃ۔

وفیہ:

قال ط: ويكره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعا مقدار ثلاثة أصابع كذا في الغرائب۔اھ

ولفظ الحدیثین مع ملاحظۃ العلۃ یشعر بکون کراهۃ القزع للتحریم کما ذکر فی احسن الفتاوی:8/85

وفی الکویتیۃ :18/95

واتفق الفقها ء علی کراهۃ القزع ۔ وهو ان یحلق بعض الراس دون بعض ۔ وقیل ان یحلق مواضع متفرقۃ منہ۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: «لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال»صحيح البخارى: 5885/فؤاد

(5)

وفى نيل الاوطار:1/149،دارالحديث ،مصر1413ھ

قال النووی :وقد حصل من مجموع الاحادیث (فی اللحی)خمس روایات:اعفوا واوفوا و ارخوا و ارجوا و وفروا معناها کلها ترکها علی حالها

وفی الدرمع الرد:2/418

واما الاخذ منها وھی دون ذلک(ای القبض)کما یفعل بعض المغاربۃ و مخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد ، واخذ کلها فعل یهود الهند و مجوس الاعاجم

وفیہ: 6/407

یحرم علی الرجل قطع لحیتہ

وفی الهدایۃ مع البنایۃ :4/274 دارالکتب العلمیۃ ،بیروت ط:1420ھ

حلق الشعر فی حقها مثلہ کحق اللحیۃ فی حق الرجال

وفی الدر مع الرد:6/407

(السنۃ فیها القبضۃ) و هو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد علی قبضتہ قطعہ کذا ذکرہ محمد فی کتاب الآثار قال وبہ اخذ

کان ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ ۔ (صحیح البخاری:5892/فؤاد)

قال ابن حجر رحمہ اللہ علیہ:هو موصول بالسند المذکور الی نافع۔ (فتح الباری: 10/350 دارالمعرفۃ،بیروت،ط:1379ھ)

قال ابن حجر:الذی یظهر ان ابن عمر کان لایخص هذا بالنسک ،بل کان یحمل الامر بالاعفاء علی غیر الحالۃ التی تتشوہ فیها الصورۃ بافراط طول شعراللحیۃ او عرضہ ۔ (فتح الباری:10/350)

قال الطبری:ان الرجل لو ترک لحیتہ لایتعرض لها حتی افحش طولها اوعرضها لعرض نفسہ لمن یسخربہ۔(ایضا)

هذا وقد نص علی اباحۃ قطع ما زاد علی القبضۃ من اللحیۃ الشیخ ثناءاللہ الامرتسری فی فتاواہ (2 /138)

والشیخ الالبانی۔(اسلام میں ڈاڑھی کا مقام:ص42،43)

من قال من الفقها ء ان حلق اللحیۃ مکروہ فمرادهم بذلک کراهۃ التحریم، وهذاکثیر فی عبارات المتقدمین۔

(اسلام میں ڈاڑھی کا مقام:ص31)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب استہ وآنکہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوکہ در دین است یا بجهت آنکہ ثبوت آں بہ سنت است ، چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اندہ(اسلام میں ڈاڑھی کا مقام:ص49)

عن عائشة رضی اللہ عنہ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " عشر من الفطرة: قص الشارب وإعفاء اللحية الخ (صحيح مسلم:261/فؤاد)

وأراد بالفطرة السنة القديمة التي اختارها الأنبياء عليهم السلام، واتفقت عليها الشرائع فكأنها أمر جبلى فطروا عليه ﴾ (عمدہ القارئ:22/45 ،دار احياء التراث،بيروت)

وفی الشامیہ:2/178 مطلب يطلق اسم السنة على الواجب

فالأحسن ما في البدائع من قوله الصحيح أنه(تكبير التشريق) واجب، وقد سماه الكرخي سنة ثم فسره بالواجب فقال: تكبير التشريق سنة ماضية نقلها أهل العلم وأجمعوا على العمل بها، وإطلاق اسم السنة على الواجب جائز لأن السنة عبارة عن الطريقة المرضية أو السيرة الحسنة، وكل واجب هذا صفته.

(6)

(وفی سنن ابی داود:(188/محیی الدين)

عن المغيرة بن شعبة رضی اللہ عنہ قال: ضفت النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فأمر بجنب فشوي، وأخذ الشفرة فجعل يحز لي بها منه، قال: فجاء بلال فآذنه بالصلاة، قال: فألقى الشفرة، وقال: «ما له تربت يداه» وقام يصل، زاد الأنباري: «وكان شاربي وفى فقصه لي على سواك» أو قال: «أقصه لك على سواك؟

سکت عنہ ابوداود وصححہ الالبانیہ

وفی فتح الباری:10/347

فأما الاقتصار على القص ففي حديث المغيرة بن شعبة ضفت النبي صلى الله عليه وسلم وكان شاربي وفى فقصه على سواك أخرجه أبو داود واختلف في المراد بقوله على سواك فالراجح أنه وضع سواكا عند الشفة تحت الشعر وأخذ الشعر بالمقص وقيل المعنى قصه على أثر سواك أي بعد ما تسوك ويؤيد الأول ما أخرجه البيهقي في هذا الحديث قال فيه فوضع السواك تحت الشارب وقص عليهہ

وفی شرح معانی الآثار:4/230عالم الكتب،1414ھ ،كتاب الكراهيۃ،باب حلق الشارب

قال الطحاوی:حكم الشارب قصہ حسن واحفاءہ احسن وافضل ۔ وهذا مذهب ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد وقد روی عن جماعۃ من المتقدمین۔

ومثلہ فی البنایۃ:4/337 دارالكتب العلمیۃ ،ط:1420ھ

وفی فتح الباری:10/347 ،دارالمعرفۃ بیروت،1379ھ

فكل هذه الألفاظ(الواردۃ فی الشارب من احفوا و انهكوا و جزوا) تدل على أن المطلوب المبالغة في الإزالة لأن الجز وهو بالجيم والزاي الثقيلة قص الشعر والصوف إلى أن يبلغ الجلد والإحفاء بالمهملة والفاء الاستقصاء ومنه حتى أحفوه بالمسألة قال أبو عبيد الهروي معناه الزقوا الجز بالبشرة وقال الخطابي هو بمعنى الاستقصاء والنهك بالنون والكاف المبالغة في الإزالة ۔

وفی الدر مع الرد:6/407

حلق الشارب بدعة وقيل سنة

(قوله وقيل سنة) مشى عليه في الملتقى، وعبارة المجتبى بعدما رمز للطحاوي حلقه سنة ونسبه إلى أبي حنيفة وصاحبيه والقص منه حتى يوازي الحرف الأعلى من الشفة العليا سنة بالإجماع اهـ

وفی غررر الحكام:1/322دار احیا ء الكتب العربیۃ

السنة حلق الشارب وقصه حسن وهو أن يأخذ منه حتى ينتقص عن الإطار وهو الطرف الأعلى من الشفة العليا اهـ، وقال قاضي خان حتى يوازي الطرف من الشفة العليا ويصير مثل الحاجب. اهـ

وفی منحۃ الخالق على البحرالرائق:3/12 دارالكتاب الاسلامی

قال(صاحب الهدایۃ): القص حسن وتفسيره أن يقص حتى ينتقص عن الإطار، وهو بكسر الهمزة ملتقى الجلدة واللحم من الشفة، وكلام المصنف أي صاحب الهداية على أن يحاذيه ، ثم قال الطحاوي والحلق أحسن، وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد ۔ والمذهب عند المتأخرين من مشايخنا أن السنة القص. اهـ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد طارق محمود عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر لاہور
۲۷ ذی الحجۃ ۱۴۳۸ھ

۱۹ ستمبر ۲۰۱۷م
الجواب صحیح

محمد نوید خان عفی عنہ
دار الافتاء، جامعہ عبد الله بن عمر، لاہور
۲۷ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ
۱۹ ستمبر ۲۰۱۷م

الجواب صحیح
مقصود کیانی عفی عنہ